ازعدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 5 مارچ 1965

آر ایس مدنپا و دیگراں

بنام

چندراما و دیگر

[کے این وانچو، جے آر مدھولکر اور ایس ایم سیکری، جسٹسز]

ہندوستانی ثبوت، دفعہ 115 اور مساوی عذر عارضي- جب طرز عمل عذر عارضي- میسن منافع کے برابر نہیں ہے- ماضی اور مستقبل- کب دیا جا سکتا ہے.

مدعی نے مقدمہ کی جائیدادوں میں اپنے آدھے حصے کے قبضے اور منافع کے لئے مقدمہ قائم کیا۔ پہلی مدعا علیہ، جو مدعی کی بہن تھی، نے مدعی کے دعوے کو تسلیم کیا اور خود مقدمے کی جائیدادوں میں اپنے آدھے حصے کے سلسلے میں دیگر مدعا علیہان کے خلاف حکم نامے کا دعوی کیا۔ دوسرا مدعا علیہ ان کے والد تھے اور مقدمے کی جائیدادیں ان کے قبضے میں تھیں۔ وہ اور دیگر مدعا علیہان، جو اس کی دوسری بیوی اور اس کے بچے تھے، نے مقدمہ لڑا۔ ٹرائل کورٹ نے مدعی کے دعوے کا فیصلہ سنایا، لیکن کہا کہ پہلے مدعا علیہ کو اس کے حصے پر قبضہ کرنے کا دعوی کرنے سے روک دیا گیا تھا۔ پہلے مدعا علیہ کی اپیل پر ہائی کورٹ نے اس کے حق میں ایک حکم نامہ بھی جاری کیا جس میں مقدمے کی جائیدادوں میں اس کے آدھے حصے کے قبضے اور ماضی اور مستقبل کے منافع کے لئے بھی حکم جاری کیا گیا تھا۔

پہلے مدعا علیہ کے حق میں ڈگری کے خلاف اس عدالت میں اپیل کرنے پر دیگر مدعا علیہان کی جانب سے یہ دلیل دی گئی تھی: (i) پہلے مدعا علیہ کو اس کے طرز عمل کی وجہ سے جائیداد کے اپنے آدھے حصے پر قبضہ کرنے کا دعویٰ کرنے سے روک دیا گیا تھا کیونکہ (a) اس نے مدعی کی طرف سے مقدمہ کی ملکیت حاصل کرنے اور اس کی تقسیم کے مقدمے میں شامل ہونے کے نوٹس کا جواب نہیں دیا تھا۔ (b) اس نے اپنی سوتیلی ماں کو ایک خط لکھا تھا جس میں کہا گیا تھا کہ وہ اپنے والد کے قبضے میں موجود جائیدادوں میں کوئی دلچسپی نہیں لینا چاہتی ہے۔ (c) اس نے اور اس کے شوہر نے 25-01-

1941 کو والد کی طرف سے کی گئی وصیت کی تصدیق کی تھی جس میں مقدمے کی جائیدادوں کا احاطہ کیا گیا تھا۔ اور (d) یہ کہ پہلے مدعاعلیہ کا طرز عمل یا تو دفعہ 115 ایویڈنس ایکٹ کے تحت آتا تھا یا "مساوی عذر عارضي" کے اصول کے اندر آتا تھا۔ (ii) اگر مقدمے کی جائیدادوں میں پہلے مدعاعلیہ کے آدھے حصے کے دعوے سے انکار نہیں کیا جا سکتا ہے، تب بھی اسے دوسرے مدعاعلیہ کی طرف سے کی جانے والی مختلف جائیدادوں کی مختلف بہتریوں کی آدھی لاگت اس یقین کے ساتھ ادا کرنی ہوگی کہ جائیدادیں اس کی ہیں، کیونکہ اس نے ہونے والے اخراجات کو قبول کر لیا تھا۔ (iii) کسی ایسے مدعاعلیہ کے حق میں کوئی ڈگری جاری نہیں کیا جا سکتی جس نے مقدمے میں مدعی کی حیثیت سے منتقلی کا مطالبہ نہ کیا ہو۔ اور (iv) یہ عدالت کے لیے کھلا نہیں ہے کہ وہ مستقبل میں کسی ایسے فریق کو منافع دے جس نے مقدمے میں ان کا دعویٰ نہ کیا ہو۔

حکم ہوا کہ: (i) پہلے مدعاعلیہ کو نہ تو جائیداد کے آدھے حصے پر قبضے کا دعویٰ کرنے سے روکا گیا اور نہ ہی اسے دوسرے مدعاعلیہ کی جانب سے مبینہ طور پر کی گئی بہتری کے نصف اخراجات ادا کرنے کا ذمہ دار ٹھہرایا جا سکتا ہے۔ (a) مدعی کی جانب سے دیئے گئے نوٹس کا جواب نہ دینے میں پہلے مدعاعلیہ کے طرز عمل سے یہ ظاہر نہیں کیا جا سکتا کہ اس نے اعتراف کیا ہے کہ اسے جائیدادوں میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ (b) دوسرے مدعاعلیہ کا مقدمہ کہ جائیداد اس کی ہے، منفی ہونے کا کوئی امکان نہیں تھا، دوسرے مدعاعلیہ کے ذہن میں یہ غلط خیال پیدا ہونے کا کوئی امکان نہیں تھا کہ پہلے مدعاعلیہ نے اپنی سوتیلی ماں کو لکھے گئے خط میں جو کچھ کہا تھا اس کی وجہ سے اس کے پاس جائیداد کا مالکانہ حق ہے۔ (c) پہلے مدعاعلیہ اور اس کے شوہر کی وصیت کی تصدیق، جس کے ذریعے دوسرے مدعاعلیہ نے مبینہ طور پر دوسرے مدعاعلیہان کے حق میں مقدمہ کی جائیدادوں کا فیصلہ کیا تھا، ایک عذر عارضي کے طور پر کام نہیں کر سکتا تھا، کیونکہ مقدمے کی تاریخ پر ان مدعاعلیہان کے حق میں کوئی دلچسپی پیدا نہیں ہوئی تھی۔ جہاں تک دوسرے مدعاعلیہ کا تعلق ہے تو وہ اصل قانونی حیثیت سے واقف تھا اور یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ پہلے مدعاعلیہ اور اس کے شوہر کی وصیت کی تصدیق کی وجہ سے اس کے ذہن میں ایک غلط عقیدہ پیدا ہوا تھا۔ [286 G-H; 287 C; 287 F]

سوال: کیا عدالت اس بات کا تعین کرتے ہوئے کہ آیا کسی خاص فریق کا طرز عمل "منصفانہ عذر عارضي" کے مترادف ہے، اویڈنس ایکٹ کی دفعہ 115 کی دفعات سے باہر جا سکتا ہے۔

کیس کے قانون کا جائزہ لیا گیا

(ii) کوئی بھی شخص جو اچھی طرح جانتا ہو کہ اس کے پاس جائیداد کا کوئی حق نہیں ہے، اس کی بہتری پر پیسہ خرچ کرتا ہے، اسے ایسی بہتریوں کی ادائیگی کا دعویٰ کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی جو حقیقی مالک کی رضامندی سے نہیں کی گئیں۔[290 C]

ریمسڈن بمقابلہ ڈائسن، 140،129 App. L R I.H.L ممتاز شدہ

(iii) مدعی اور پہلا مدعا علیہ دونوں ایک ہی عنوان کے تحت دعویٰ کرتے ہیں اور اگرچہ دیگر مدعا علیہان نے پہلے مدعا علیہ کے خلاف خصوصی دفاع پر زور دیا تھا، لیکن ہائی کورٹ نے ان کی اپیل کو منظور کرتے ہوئے ان پر مکمل غور کیا تھا اور فیصلہ سنایا تھا۔ ہائی کورٹ ان کے دعوے کو برقرار رکھتے ہوئے انہیں مدعی کے طور پر پیش کر سکتی تھی۔ اس نے یا تو تکنیکی نقائص کو نظرانداز کر دیا یا محسوس کیا کہ آرڈر XLI قاعدہ، 33 کے تحت، اس کے پاس اس کے دعوے کا فیصلہ کرنے کا کافی اختیار ہے۔ تاہم، یہ ہو سکتا ہے، دفعہ 99 ضابطہ اخلاق دیوانی کی دفعات، اس طرح کی بنیاد پر ہائی کورٹ کے حکم نامے میں سپریم کورٹ کی مداخلت پر پابندی ہوگی۔[290 G-H]

بھوپندر بمقابلہ راجیشور، 58 I.A 228، کا حوالہ دیا گیا۔ (iv) اگرچہ مقدمے سے پہلے کے منافع کو کسی کامیاب فریق کو اس وقت تک نہیں دیا جا سکتا جب تک کہ ان کے بارے میں دعویٰ نہ کیا جائے، لیکن مستقبل کے منافع کے بارے میں پوزیشن آرڈر XX، قاعدہ 2، ضابطہ اخلاق دیوانی کے تحت چلتی ہے۔ پہلے مدعا علیہ کو میسن منافع دینے والے ڈگری کو برقرار رکھنا ضروری ہے کیونکہ پہلے مدعا علیہ نے مدعی کے دعوے کو تسلیم کیا اور اصل میں اس کے حق میں اسی طرح کے ڈگری کی درخواست کی۔[291 B; 292 G-H]

محمد امین و دیگراں بمقابلہ وکیل احمد و دیگراں [1952] S.C.R 1133، ممتاز شدہ۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبری 730، سال 1962.

19 فروری 1959 کے فیصلے اور حکم نامے کے خلاف اپیل۔ ریگولر اپیل نمبری 208، سال 1961-62 میں میسور ہائی کورٹ کا فیصلہ۔

اپیل کنندگان کی طرف سے ایس کے وینکٹر نگینگر اور اے جی رتنا پارکھی

ایس ٹی دیسائی اور نونیت لال، مدعا علیہ نمبر 1 کے لئے۔

مدعا علیہ نمبر 1 کی طرف سے کے کے جین

عدالت کا فیصلہ مدھولکر جسٹس نے سنایا۔

مدھولکر جسٹس۔ یہ مدعاعلیہ نمبر 3 تا 8 میسور ہائی کورٹ کے اس فیصلے کی اپیل ہے جس میں مدعاعلیہ نمبر 1 کے حق میں فیصلہ دیا گیا تھا، جو ٹرائل کورٹ میں مدعاعلیہ نمبر 1 تھا، جس میں آدھی جائیداد پر قبضہ کرنے اور مستقبل میں منافع کمانے کی اجازت دینے کا حکم دیا گیا تھا۔ متعلقہ حقائق مختصر طور پر یہ ہیں: مدعی جو پہلے مدعاعلیہ کی بڑی بہن ہے، نے بنگلور کے ڈسٹرکٹ جج کی عدالت میں اس اعلان کے لئے مقدمہ دائر کیا کہ وہ شیڈول میں بیان کردہ جائیدادوں میں آدھے حصے کی مالک ہے اور تقسیم اور آدھے حصے کے علیحدہ قبضے اور منافع کے لئے۔

متعلقہ حقائق مختصر طور پر یہ ہیں: مدعی جو پہلے مدعاعلیہ کی بڑی بہن ہے، نے بنگلور کے ڈسٹرکٹ جج کی عدالت میں اس اعلان کے لئے مقدمہ دائر کیا کہ وہ شیڈول میں بیان کردہ جائیدادوں میں آدھے حصے کی مالک ہے اور تقسیم اور آدھے حصے کے علیحدہ قبضے اور منافع کے لئے۔ ان کے مطابق یہ جائیداد ان کی والدہ پٹنجما کی مطلق ملکیت تھی اور ان کی موت کے بعد یہ جائیداد ان پر اور پہلے مدعاعلیہ کو ان کی والدہ کے وارث کے طور پر منتقل کر دی گئی۔ چونکہ، اس کے مطابق، پہلا مدعاعلیہ مقدمے میں شریک مدعی کے طور پر اس کے ساتھ شامل نہیں ہونا چاہتا تھا، لہذا اسے مدعاعلیہ کے طور پر شامل کیا گیا تھا۔ یہ عام بنیاد ہے کہ جائیداد دوسرے مدعاعلیہ آر ایس مدنپا، مدعی اور پہلے مدعاعلیہ کے والد اور مڈاناپا اور اس کے بچوں کی دوسری بیوی گرگاووا کے قبضے میں تھی۔ مدنپا کی اس عدالت میں اپیل زیر التوا ہونے کے دوران موت ہوگئی اور ان کے قانونی نمائندے اس مقدمے کے دیگر مدعاعلیہ ہیں۔

ان کا دفاع، جو مدعاعلیہ نمبر 1 کے علاوہ دیگر مدعاعلیہان کا دفاع بھی ہے، یہ ہے کہ اگرچہ مقدمے کی جائیدادیں پٹنجما کی والدہ گورما کی تھیں، لیکن انہوں نے انہیں زبانی طور پر اور خود پر بھی آباد کیا تھا اور پٹنجما کی موت کے بعد وہ ان جائیدادوں پر قابض رہے ہیں اور ان کے مکمل مالک کی حیثیت سے ان سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ انہوں نے مزید درخواست کی کہ پٹنجما کی یہ آخری خواہش تھی کہ وہ مطلق مالک کی حیثیت سے ان جائیدادوں سے لطف اندوز ہوں۔ ان کے مطابق مدعی اور پہلے مدعاعلیہ نے واضح طور پر اور ظاہری طور پر ان جائیدادوں میں اپنے حق کو ترک کر دیا تھا، کہ جائیدادوں پر اس کا قبضہ ان کے لئے نقصان دہ تھا اور چونکہ وہ قانونی مدت سے زیادہ عرصے سے منفی قبضے میں تھا، اس لئے مقدمہ پر پابندی عائد کر دی گئی تھی۔ آخر میں انہوں نے دلیل دی کہ انہوں نے جائیدادوں کی بہتری کے لئے 46،000 روپے سے زیادہ خرچ کیے جو جزوی طور پر ان کی مشترکہ آبائی جائیداد کی آمدنی اور جزوی طور پر تیسرے مدعاعلیہ کے اثاثوں سے حاصل ہوئے تھے۔ انہوں نے الزام عائد کیا

کہ یہ بہتریاں انہوں نے اس یقین کے ساتھ کی ہیں کہ مقدمہ کی جائیدادوں پر ان کا حق ہے اور اس کے نتیجے میں وہ دفعہ 51 جائیداد کی منتقلی کا قانون کی دفعات سے فائدہ اٹھانے کے حقدار ہیں۔

پہلے مدعاعلیہ نے مدعی کے دعوے کو تسلیم کیا اور مقدمے کی جائیدادوں میں اس کے آدھے حصے کے سلسلے میں دیگر مدعاعلیہان کے خلاف ڈگری کا بھی دعوی کیا۔ تاہم دیگر مدعاعلیہان نے ان کے دعوے کی مخالفت کی اور دوسرے مدعاعلیہ نے اپنے تحریری بیان میں جو الزام لگایا ہے اس کے علاوہ انہوں نے دلیل دی کہ وہ اپنے طرز عمل کی وجہ سے جائیدادوں میں کسی بھی حصے کا دعویٰ کرنے سے روکتی ہیں۔

ٹرائل کورٹ نے مدعی کے حق میں ڈگری صادر فرمائی لیکن کہا کہ پہلے مدعاعلیہ کو اس کی والدہ کی چھوڑی گئی جائیدادوں میں اس کے آدھے حصے پر قبضہ کرنے کا دعویٰ کرنے سے روک دیا گیا تھا۔ پہلے مدعاعلیہ نے ٹرائل کورٹ کے فیصلے کی درستگی کو چیلنج کرتے ہوئے ہائی کورٹ میں اپیل کو ترجیح دی۔ دیگر مدعاعلیہان نے بھی مدعی کے حق میں ٹرائل کورٹ کے فیصلے کو چیلنج کرتے ہوئے ہائی کورٹ میں اپیل دائر کی۔ ایسا لگتا ہے کہ مدعی نے کچھ جرح اعتراضات کو بھی ترجیح دی تھی۔ تمام معاملات کی سماعت ہائی کورٹ میں ایک ساتھ ہوئی، جس نے مدعاعلیہ نمبر 2 تا 8 کی اپیل کے ساتھ ساتھ مدعی کی جانب سے دائر کیے گئے جرح اعتراضات کو مسترد کر دیا لیکن پہلے مدعاعلیہ کی ترجیحی اپیل کا فیصلہ سنایا اور مقدمے کی جائیدادوں میں اس کے آدھے حصے کے قبضے کے لئے اس کے حق میں ڈگری جاری کیا اور بقیہ مدعاعلیہان کے خلاف مستقبل میں منافع کمائے گا۔ مدعاعلیہ نمبر 2 تا 8 نے دونوں اپیلوں میں ہائی کورٹ کے ڈگری کے سلسلے میں آرٹیکل 133(1)(A) اور 133(1)(C) کے تحت ہائی کورٹ سے سرٹیفکیٹ کے لئے درخواست دی۔ جہاں تک مدعاعلیہ نمبر 1 کا تعلق ہے تو ہائی کورٹ نے مدعاعلیہ نمبر 2 تا 8 سرٹیفکیٹ جاری کیا لیکن جہاں تک مدعی کا تعلق ہے تو سرٹیفکیٹ دینے سے انکار کر دیا۔ لہٰذا ہمیں ایک محدود سوال کی فکر ہے اور وہ یہ ہے کہ کیا ہائی کورٹ نے پہلے مدعاعلیہ کو اس کا آدھا حصہ اور منافع حاصل کرنے کا حکم دیا تھا۔

درخواست گزاروں کی طرف سے پیش ہونے والے جناب وینکٹر نگینگر اس موقف کو قبول کرتے ہیں کہ جہاں تک مدعی کا تعلق ہے تو مدعاعلیہ نمبر 2 تا 8 کو سرٹیفکیٹ دینے سے انکار کر دیا گیا تھا، لہٰذا وہ صرف وہ نکات ہیں جن پر وہ زور دینے کے حقدار ہیں جو صرف پہلے مدعاعلیہ سے متعلق ہیں اور کسی اور سے نہیں۔ فاضل وکیل نے جو نکات وضع کیے وہ درج ذیل ہیں:

(1) عدالت کے لیے یہ کھلا نہیں ہے کہ وہ مستقبل میں کسی ایسے فریق کو منافع دے جس نے مقدمے میں ان کا دعویٰ نہ کیا ہو۔

(2) کسی ایسے مدعاعلیہ کے حق میں کوئی ڈگری جاری نہیں کیا جا سکتا جس نے مقدمے میں مدعی کی حیثیت سے منتقلی کا مطالبہ نہ کیا ہو۔

(3) یہ کہ پہلے مدعاعلیہ کو اس کے طرز عمل کی وجہ سے جائیداد کے مبینہ نصف حصے پر قبضہ کرنے کا دعویٰ کرنے سے روک دیا گیا تھا۔

ہم سب سے پہلے عذر عارضي کے سوال پر غور کریں گے۔ پہلے مدعاعلیہ کا طرز عمل جس سے فاضل وکیل ہمیں عذر عارضي کا نتیجہ نکالنا چاہتا ہے، اس میں مدعی کی جانب سے نوٹس ملنے پر اس کا رویہ، بنگلور کی جائیدادوں کے بارے میں اس کا عمومی رویہ، جیسا کہ اس نے اپنی سوتیلی ماں کو 17 جنوری 1941 کو لکھے گئے خط میں ظاہر کیا تھا اور 3-10-1944 کو اس کی اور اس کے شوہر کی جانب سے 25 جنوری کو دی گئی وصیت کی تصدیق شامل ہے۔ 1941 کی طرف سے مدناپا. مدعی کے وکیل کی جانب سے 26 جنوری 1948 کو پہلے مدعاعلیہ کو بھیجے گئے نوٹس میں کہا گیا تھا کہ مدعی اور پہلا مدعا علیہ ان جائیدادوں کے مشترکہ مالک ہیں جو ان کے والد کے قبضے میں ہیں اور جائیدادوں کی تقسیم کو موثر بنانے کے لیے پہلے مدعاعلیہ سے تعاون کی درخواست کی۔ اس نوٹس کی ایک کاپی مدنپا کو بھیجی گئی تھی اور انہوں نے مدعی کے وکیلوں کو اس کا جواب بھیجا تھا۔ تاہم پہلے مدعاعلیہ نے کوئی جواب نہیں بھیجا۔ ہمیں نوٹس کا جواب نہ دینے اور مقدمہ قائم کرنے میں مدعی کے ساتھ تعاون نہ کرنے میں پہلے مدعاعلیہ کے طرز عمل کی وضاحت کرنا مشکل لگتا ہے۔ عذر عارضي کے تخمینے کے جواز کے طور پر جائیدادوں کا قبضہ حاصل کرنے کے لئے. اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس نے ظاہری طور پر اعتراف کیا کہ اس کی جائیدادوں میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ یہ سچ ہے کہ مشاہدہ 15 جو کہ ایک چٹی 17-1-1941 کو اس کی طرف سے اپنی سوتیلی ماں کو بھیجے گئے ایک خط میں اس نے اس طرح مشاہدہ کیا ہے:

"بنگلور میں جو جائیدادیں ہیں ان کے بارے میں میری کوئی خواہش نہیں ہے۔ سب کچھ میرے والد کا ہے. وہ کچھ بھی کرنے کا واحد اختیار رکھتا ہے...... ہم اپنے والد کے ذریعہ کیے گئے کسی بھی کام کے لئے اپنی رضامندی دیتے ہیں۔ ہم کچھ نہیں کریں گے"

لیکن یہ بیانات بھی اپیل کنندگان کی مدد نہیں کر سکتے کیونکہ ظاہر ہے کہ والد کو اصل قانونی حیثیت کا علم تھا۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ والد جانتے تھے کہ یہ جائیدادیں پتنجما کی ہیں اور ان کے پاس ان جائیدادوں سے نمٹنے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مدنپا نے اپنے تحریری بیان

میں یہ مقدمہ قائم کیا تھا کہ پنچما کی موت کے وقت کئے گئے اعلان کی بنیاد پر جائیدادیں ان کی ہیں، لیکن اس معاملے کو نیچے دی گئی عدالتوں نے منفی قرار دیا ہے۔ لہٰذا والد کی ملکیت کو اس کے علم کے مطابق مدعی اور پہلے مدعاعلیہ کی جانب سے سمجھا جانا چاہیے۔ لہٰذا اس بات کا کوئی امکان نہیں تھا کہ مدنپا کے ذہن میں ان کے حق کے بارے میں غلط تصور پیدا ہو کیونکہ پہلے مدعاعلیہ نے اپنی سوتیلی ماں کو لکھے گئے خط میں کیا کہا تھا۔

جہاں تک وصیت کی تصدیق کا تعلق ہے، اپیل کنندگان کی حیثیت بہتر نہیں ہے۔ اس وصیت کا مقصد مدعاعلیہ نمبر 3 تا 8 کے حق میں مدنپا کی جانب سے دیگر جائیدادوں کے ساتھ مقدمے کی جائیدادوں کا فیصلہ کرنا ہے۔ پہلے مدعاعلیہ اور اس کے شوہر کی طرف سے وصیت کی تصدیق سے انہیں اس بات کا علم نہیں ہوگا کہ مدنپا کیا کر رہے تھے، لیکن یہ ان کے خلاف اور مدعاعلیہ نمبر 3 تا 8 کے حق میں یا یہاں تک کہ مدنپا کے حق میں بھی کام نہیں کر سکتی۔ وصیت صرف مدنپا کی موت کے بعد ہی نافذ العمل ہو سکتی تھی اور اس لیے مقدمے کی تاریخ پر بھی مدعاعلیہ نمبر 3 تا 8 جائیداد میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ جہاں تک مدنپا کا تعلق ہے، جیسا کہ پہلے ہی کہا جا چکا ہے، وہ اصل پوزیشن سے واقف تھے اور اس لیے وہ یہ نہیں کہہ سکتے تھے کہ دستاویزات کی تصدیق میں پہلے مدعاعلیہ اور اس کے شوہر کے طرز عمل کی وجہ سے ان کے ذہن میں جائیدادوں کے مالکانہ حق کے بارے میں ایک غلط خیال پیدا ہوا تھا۔ اس کے علاوہ ریکارڈ پر ایسا کچھ بھی نہیں ہے جس سے یہ ظاہر ہو کہ پہلے مدعاعلیہ کے طرز عمل کی وجہ سے مدنپا نے اپنی پوزیشن کو اپنے نقصان میں تبدیل کیا۔

تاہم جناب وینکٹر نگینگر کا کہنا ہے کہ وصیت پر عمل درآمد کے بعد انہوں نے جائیدادوں میں مزید بہتری لائی تھی اور اس مقصد کے لئے انہوں نے اپنا پیسہ خرچ کیا تھا۔ ان کے مطابق، وہ ایسا پہلے مدعاعلیہ اور اس کے شوہر کی جانب سے دی گئی یقین دہانی کی عدم موجودگی میں نہیں کر سکتے تھے کہ انہیں اس کی طرف سے مقدمے کی جائیدادوں کی منتقلی پر کوئی اعتراض نہیں تھا۔ اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ مدنپا اپنے الزامات پر نہ صرف پتنچما کی موت کے بعد سے ان جائیدادوں کے مالک تھے اور ان سے لطف اندوز ہو رہے تھے بلکہ وصیت پر عمل درآمد سے پہلے ہی انہوں نے جائیدادوں میں بہتری لائی تھی۔ ان حالات میں، یہ واضح ہے کہ انڈین ایویڈنس ایکٹ کی دفعہ 115 کی دفعات، جن میں نمائندگی کے ذریعہ اسٹوپل کا قانون شامل ہے، ان کی مدد نہیں کرتے ہیں۔ تاہم، جناب وینکٹر نگینگر چاہتے تھے کہ ہم یہ کہیں کہ نمائندگی کے ذریعہ ایسٹوپل کا قانون ثبوت ایکٹ کی دفعہ 115 کے پی آر تک محدود نہیں ہے، اس دفعہ کی دفعات کے علاوہ انگریزی ججوں کے ذریعہ تیار کردہ "مساوی عذر

عارضی" کہا جاتا ہے اور موجودہ معاملہ اس طرح کے "منصفانہ عذر عارضی" کے اندر آئے گا۔ ہائی کورٹ کے ریفرنس کے کچھ فیصلوں میں "منصفانہ عذر عارضی" کو کہا گیا ہے لیکن ہمیں شک ہے کہ آیا عدالت اس بات کا تعین کرتے ہوئے کہ آیا کسی خاص فریق کا طرز عمل عذر عارضی کے مترادف ہے، ایویڈنس ایکٹ کی دفعہ 115 کی دفعات سے آگے جاسکتی ہے یا نہیں۔ جیسا کہ گارتھ چیف جسٹس نے نشاندہی کی تھی۔ گنگا مینوفیکچرنگ کمپنی بمقابلہ سورجمل [1] میں ایویڈنس ایکٹ کی دفعہ 115 کی شق ایک لحاظ سے ثبوت کا قاعدہ ہے اور اس کی بنیاد پکارڈ بمقابلہ سیئرز [2] میں بیان کردہ مشہور نظریے پر رکھی گئی ہے جس میں یہ قاعدہ اس طرح بیان کیا گیا تھا:

"جہاں ایک شخص اپنے قول یا عمل سے جان بوجھ کر دوسرے کو کسی خاص چیز کی موجودگی پر یقین کرنے پر مجبور کرتا ہے اور اسے اس عقیدے پر عمل کرنے کی ترغیب دیتا ہے تاکہ وہ اس عقیدے پر عمل کرے۔ اپنی سابقہ پوزیشن کو تبدیل کرتے ہوئے، اول الذکر کے خلاف ایک مختلف حالت میں رہنے سے نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے جیسا کہ پہلی بار موجود تھا۔"

عذر عارضی کا مقصد ایمانداری اور نیک نیتی کو فروغ دے کر فریقین کے درمیان دھوکہ دہی کی روک تھام اور انصاف کو یقینی بنانا ہے۔ لہٰذا اگر ایک شخص کسی حقیقت کے بارے میں دوسرے شخص کو غلط بیانی کا نشانہ بناتا ہے تو وہ عذر عارضی کے قاعدے سے خاموش نہیں رہے گا، بشرطیکہ دوسرا شخص حقائق کی حقیقی حالت کو جانتا ہو اور اس کے نتیجے میں غلط بیانی سے گمراہ نہ ہوا ہو۔

عذر عارضی کا عمومی اصول لارڈ چانسلر نے کیرن کراس بمقابلہ لوریمر [3] میں اس طرح بیان کیا ہے:

"میرا ماننا ہے کہ یہ نظریہ تمام مہذب اقوام کے قوانین میں لاگو ہوگا کہ اگر کسی شخص نے الفاظ یا طرز عمل کے ذریعے یہ اطلاع دی ہے کہ وہ کسی ایسے کام پر رضامند ہے جو کیا گیا ہے، اور وہ اس کی مخالفت نہیں کرے گا، حالانکہ یہ اس کی رضامندی کے بغیر قانونی طور پر نہیں کیا جاسکتا تھا، اور اس طرح وہ دوسروں کو بھی ایسا کرنے کی ترغیب دیتا ہے جس سے وہ گریز کرسکتے تھے، وہ اس عمل کی قانونی حیثیت پر سوال نہیں اٹھا سکتا جس کی اس نے منظوری دی تھی، ان لوگوں کے تعصب پر جنہوں نے اس کی باتوں پر یقین کیا ہے یا اس کے طرز عمل سے اخذ کردہ منصفانہ نتیجہ اخذ کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ عام طور پر اگر کوئی فریق کسی کام کو ہونے سے روکنے میں دلچسپی رکھتا ہے تو اسے اس کے ہونے کا پورا علم ہوتا ہے اور وہ اس پر رضامندی ظاہر کرتا ہے تاکہ یہ معقول یقین پیدا ہو کہ وہ اس پر رضامند ہے اور دوسروں کی حیثیت اس کے اخلاص کا کریڈٹ دینے سے تبدیل ہو جاتی ہے۔ ان کے پاس اس

عمل کو ان کے تعصب کے خلاف چیلنج کرنے کا اس سے زیادہ کوئی حق نہیں ہے اگر یہ ان کے پچھلے لائسنس کے ذریعہ کیا گیا ہوتا۔"

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ کار بمقابلہ لندن اور این ڈبلیوری کمپنی (4) میں بریٹ، جسٹس (بعد میں لارڈ ریہر) نے طرز عمل کے لحاظ سے ایک عذر عارضی کے بارے میں چار تجاویز پیش کی تھیں جن میں سے تیسری تجویز اس طرح ہے:

"اگر کوئی شخص ظاہری طور پر یا طرز عمل کے ذریعہ کسی دوسرے شخص کے سامنے حقائق کی ایک مخصوص حالت کے وجود کی نمائندگی کرتا ہے جس پر وہ ایک خاص طریقے سے عمل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، اور اس پر عمل کیا جانا چاہئے کہ حقائق کی ایسی حالت کے وجود کے عقیدے کے ساتھ، اس شخص کو نقصان پہنچے گا جو اس طرح کا ایمان رکھتا ہے اور اعمال، پہلا یہ ہے کہ حقائق کی ایسی حالت کے وجود سے انکار کرنے سے گریز کیا جائے۔"

اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اس نظریے سے فائدہ اٹھانے والے شخص کو یہ ظاہر کرنا ہوگا کہ اس نے اس کے سامنے پیش کی جانے والی نمائندگی کے عقیدے کو نقصان پہنچایا ہے۔

اس کا حوالہ سر رد بمقابلہ گوپال (1) میں منظوری کے ساتھ دیا گیا تھا۔ اس طرح یہ دیکھا جائے گا کہ یہاں بھی جو شخص دوسرے کے خلاف ایک عذر عارضی قائم کرتا ہے اسے یہ ظاہر کرنا ہوگا کہ اس کی پوزیشن مؤخر الذکر کی نمائندگی یا طرز عمل کی وجہ سے تبدیل ہوئی تھی اور جب تک وہ ایسا نہیں کرتا ہے تو اس کے ذریعہ عذر عارضی کے عام اصول کو بھی لاگو نہیں کیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ پہلے ہی کہا جا چکا ہے کہ مدعا علیہ نمبر 1 نے اپنی سوتیلی ماں کو لکھے گئے خط میں جو کچھ کہا تھا اس کے نتیجے میں یا اس کے اور اس کے شوہر کی طرف سے مدنپا کی وصیت کی تصدیق کے نتیجے میں کسی بھی مدعا علیہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔

اس کے بعد جناب وینکٹر نگینگر نے ہمارے سامنے یہ زور دینے کی کوشش کی کہ یہ والد کی طرف سے خاندانی تصفیے کا معاملہ ہے تاکہ اس کی موت کے بعد اس کے وارثوں اور قانونی نمائندوں کے مابین تنازعات سے بچا جا سکے اور اس لئے مدعا علیہ نمبر 1 کے اقدامات کو والد کی طرف سے خاندانی تصفیے میں رضامندی کے طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔ خاندانی تصفیے کا مقدمہ مدعا علیہان کی جانب سے ٹرائل کورٹ یا ہائی کورٹ میں کبھی قائم نہیں کیا گیا اور ہم پہلی بار ہمارے سامنے ایک نیا کیس قائم کرنے کی اجازت نہیں دے سکتے۔

آخر میں کیس کے اس پہلو کے بارے میں فاضل وکیل نے رامسڈن بمقابلہ ڈائسن (2) میں لارڈ کران ورتھ کے مشاہدات کا حوالہ دیا جو درج ذیل ہیں:

"اگر کوئی اجنبی میری زمین پر تعمیر کرنا شروع کر دے اور میں (اصل مالک) اس کی غلطی کو سمجھتا ہوں تو اسے درست کرنے سے گریز کریں، اور اسے اس کی غلطی پر ثابت قدم رہنے کے لئے چھوڑ دیں، برابری کی ایک عدالت مجھے اس زمین پر اپنے حق کا دعویٰ کرنے کی اجازت نہیں دے گی، جس پر انہوں نے پیسہ خرچ کیا ہے، کہ یہ زمین ان کی اپنی ہے۔ اس کا خیال ہے کہ جب میں نے وہ غلطی دیکھی جس میں وہ گر گیا تھا، تو یہ میرا فرض تھا کہ میں فعال رہوں اور اس کا منفی لقب بیان کروں۔ اور یہ کہ اس طرح کے موقع پر جان بوجھ کر غیر فعال رہنا میرے لئے بے ایمانی ہوگی تاکہ بعد میں اس غلطی سے فائدہ اٹھا سکوں جسے میں روک سکتا تھا۔

رضامندی کا نظریہ اپیل کنندگان کی کسی بھی مدد کا متحمل نہیں ہو سکتا کیونکہ مدنپا جو اصل صورتحال کو جانتے تھے وہ یہ نہیں کہہ سکتے تھے کہ پہلے مدعاعلیہ نے جو کچھ کہا یا کیا اس کی وجہ سے ان کے ذہن میں کوئی غلط عقیدہ پیدا ہوا تھا۔ فاضل وکیل کے مطابق، اگر مقدمہ کی جائیداد میں آدھے حصے کے لئے پہلے مدعاعلیہ کے دعوے سے انکار نہیں کیا جا سکتا ہے، تو اسے کم از کم مقدمہ کی جائیداد میں اس کے متناسب حصے کے مطابق، مدنپا کے ذریعہ کی گئی بہتری کے لئے ادائیگی کرنی ہوگی. جیسا کہ پہلے ہی کہا جا چکا ہے، درخواست گزار اپنی بیوی کی موت کے بعد اس تناسب سے لطف اندوز ہوا تھا اور اگرچہ اس حقیقت سے پوری طرح واقف تھا کہ وہ ان بیٹیوں سے تعلق رکھتے ہیں جن کے ساتھ اس نے اپنی مرضی کے مطابق سلوک کیا۔ جب اس نے ان جائیدادوں پر پیسہ خرچ کیا، تو اسے معلوم تھا کہ وہ کیا کر رہا ہے اور یہ اس کے لئے یا ان کے ماتحت دعوے کرنے والوں کے لئے کھلا نہیں ہے کہ وہ یہ کہیں کہ جائیدادوں کے حقیقی مالکان یا ان میں سے کسی ایک کو ان بہتریوں کے لئے ادائیگی کی جانی چاہئے۔ کوئی بھی شخص جو یہ اچھی طرح جانتا ہو کہ اس کے پاس جائیداد کا کوئی حق نہیں ہے، اسے بہتر بنانے پر پیسہ خرچ کرتا ہے تو اس کی اجازت نہیں دی جا سکتی کہ وہ اصل مالک کو جائیداد کے قبضے کے حق سے محروم کرے سوائے اس کے کہ اس شخص کی رضامندی سے اس کی اصلاح نہ کی گئی ہو۔ لہٰذا ہمارے خیال میں نہ تو مدعاعلیہ نمبر ایک کو جائیداد کے آدھے حصے پر قبضے کا دعویٰ کرنے سے روکا گیا اور نہ ہی اسے دوسرے مدعاعلیہ کی جانب سے مبینہ طور پر کی گئی بہتری کے نصف اخراجات ادا کرنے کا پابند بنایا جا سکتا ہے۔

اب جہاں تک دوسرے نکتے کا تعلق ہے تو یہ اعتراض خالصتاً تکنیکی ہے۔ مدعی نے مقدمے کی جائیدادوں کی تقسیم کے لئے اس بنیاد پر مقدمہ دائر کیا کہ وہ اسے اور پہلے مدعا علیہ کو مشترکہ طور پر وراثت میں ملی تھیں اور دوسرے مدعا علیہان سے اس کے حصے پر قبضہ کرنے کا دعوی کیا گیا تھا جو غلط طریقے سے جائیدادوں کے مالک تھے۔ اس نے یہ بھی الزام لگایا کہ پہلے مدعا علیہ نے اس معاملے میں تعاون نہیں کیا تھا اور اس لئے اسے مقدمہ قائم کرنا پڑا۔ پہلے مدعا علیہ نے جائیدادوں میں مدعی کے آدھے حصے کے حق کو تسلیم کیا اور جائیدادوں میں بقیہ نصف حصے کی حد تک اپنے حق میں ایک ڈگری کا بھی دعوی کیا۔ وہ شریک مدعی کی حیثیت سے منتقلی کے لئے بھی درخواست کر سکتی تھی اور آرڈر 1، قاعدہ 10(2) ضابطہ اخلاق دیوانی کے تحت عدالت اسے شریک مدعی کے طور پر منتقل کر سکتی تھی۔ اس دفعہ کے تحت حاصل اختیارات کا استعمال عدالت کی جانب سے از خود نوٹس کے ذریعے بھی کیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ بھوپندر بمقابلہ راجیشور ([1]) معاملے میں پریوی کونسل نے نشاندہی کی ہے کہ فریقین کے درمیان مکمل انصاف کرنے کے لئے عدالت کو اس اختیار کا استعمال کرنا چاہئے۔ یہاں مدعی اور پہلا مدعا علیہ دونوں ایک ہی حق کے تحت دعویٰ کرتے ہیں اور اگرچہ مدعا علیہان 2 تا 8 نے پہلے مدعا علیہ کے خلاف خصوصی دفاع پر زور دیا تھا، لیکن ہائی کورٹ نے ان کی اپیل کو منظور کرتے ہوئے ان پر مکمل غور کیا ہے اور ان میں ترمیم کی ہے۔ چونکہ ٹرائل کورٹ نے مدعا علیہان 3 تا 8 کی طرف سے درخواست کردہ خصوصی دفاع کو برقرار رکھا اور پہلے مدعا علیہ کے دعوے کو منفی قرار دیا، لہذا اس نے اسے مدعی کے طور پر تبدیل کرنے کا حکم دینا غیر ضروری سمجھا ہوگا۔ لیکن ہائی کورٹ، ان کے دعوے کو برقرار رکھتے ہوئے، اچھی طرح سے ایسا کر سکتی تھی۔ بظاہر، اس نے یا تو تکنیکی خرابی کو نظر انداز کیا یا آرڈر XLI، قاعدہ 33 کے تحت ایسا محسوس کیا اس کے پاس اس کے بہت اختیار ہے کہ وہ اس کے حق میں ڈگری صادر کرے. تاہم، دفعہ 99 کی دفعات اس طرح کی بنیاد پر ہائی کورٹ کے ڈگری میں مداخلت کرنے پر پابندی ہوگی۔

غور طلب واحد دوسرا سوال یہ ہے کہ کیا ہائی کورٹ نے پہلے مدعا علیہ کو منافع دینے کا جواز پیش کیا حالانکہ اسے مدعی کے طور پر منتقل نہیں کیا گیا تھا۔ فاضل وکیل کے مطابق کسی کامیاب فریق کو اس وقت تک منافع نہیں دیا جا سکتا جب تک کہ ان کے بارے میں دعویٰ نہ کیا جائے۔ جہاں تک مقدمے سے پہلے کے منافع کا تعلق ہے تو فاضل وکیل درست ہے لیکن جہاں تک مقدمے کے ادارے کے قیام کی تاریخ کے بعد منافع کا تعلق ہے، یعنی مستقبل کے منافع کا تعلق ہے، اس پوزیشن کو آرڈر XX، قاعدہ 2، ضابطہ اخلاق دیوانی کے تحت چلایا جاتا ہے جو درج ذیل ہے:

(1) جہاں غیر منقولہ جائیداد کے قبضے کی وصولی اور کرایہ یا منافع کے لئے مقدمہ ہو تو عدالت جائیداد کے قبضے کے لئے ایک ڈگری جاری کر سکتی ہے۔

(a) جائیداد کے قبضہ کے لیے

(b) اس کے کرایہ یا منافع کے لئے جو مقدمہ کے قیام سے پہلے کی مدت کے دوران جائیداد پر جمع ہوا ہو یا اس طرح کے کرایہ یا منافع کے بارے میں تحقیقات کی ہدایت کرنا؛

(c) مقدمہ کے ادارے سے منافع حاصل کرنے یا کرایہ پر لینے کے بارے میں تحقیقات کی ہدایت دینا یہاں تک کہ: (i) ڈگری دار کو قبضہ کی فراہمی، (ii) مدیون کی طرف سے قبضہ چھوڑنا اور نوٹس عدالت کے ذریعے ڈگری دار کو دینا، یا

(iii) حکم نامے کی تاریخ سے تین سال کی میعاد ختم ہو جائے، جو بھی واقعہ پہلے پیش آئے۔

(2) جہاں شق (b) یا شق (c) کے تحت جانچ کی ہدایت کی گئی ہو تو اس جانچ کے نتیجے کے مطابق کرایہ یا منافع کے بارے میں حتمی ڈگری جاری کیا جائے گا۔

تاہم فاضل وکیل نے محمد امین و دیگراں کے خلاف وکیل احمد و دیگر اں ([1]) کے معاملے میں اس عدالت کے فیصلے پر بھروسہ کیا۔ یہ استقرار یہ مقدمہ تھا کہ تصفیہ کا ایک معاہدہ کالعدم ہے اور اس جائیداد پر قبضہ کرنے کے لئے جو اس دستاویز کے تحت تصفیہ کا موضوع تھا۔ مدعی نے اپنی درخواست میں کسی قسم کے منافع کا دعویٰ نہیں کیا تھا لیکن ہائی کورٹ نے مدعی کے حق میں نہ صرف ملکیت کے لیے بلکہ منافع کے لیے بھی ڈگری جاری کی تھا۔ ہائی کورٹ کے فیصلے کے خلاف اس عدالت کے سامنے کی گئی اپیل میں ایک نکتہ یہ اٹھایا گیا کہ اس طرح کے معاملے میں عدالت کو منافع دینے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ اس دلیل کو برقرار رکھتے ہوئے عدالت کا فیصلہ سنانے والے بھگوتی جسٹس نے کہا اور مشاہدہ کیا ہے:

"عدالت نے کہا، 'مدعی کی طرف سے پیش ہوئے سالیسٹر جنرل نے تسلیم کیا کہ اس طرح کے منافع کا کوئی مطالبہ نہیں کیا گیا تھا، لیکن اس بات پر زور دیا کہ منافع کے دعوے کو 'مذکورہ جائیداد پر قبضہ اور قبضہ دینے اور اس سے متعلق تمام حقوق دینے' کے اظہار میں شامل کیا جائے گا۔" ہمیں ڈر ہے کہ اس بیان میں میسن منافع کے دعوے کو شامل نہیں کیا جا سکتا ہے اور ہائی کورٹ نے مدعی کو منافع دینے میں غلطی کی تھی حالانکہ ان کا دعویٰ نہیں کیا گیا تھا۔ لہذا میسن منافع کے بارے میں شق کو ڈگری سے حذف کرنا پڑے گا۔"

اپنے آپ کو مطمئن کرنے کے لئے کہ آیا یہ مشاہدات ماضی کے میسن منافع کے انعام سے متعلق ہیں یا مستقبل کے میسن منافع کے انعام سے متعلق ہیں، ہم نے اس عدالت کے اصل ریکارڈ کے لئے بھیجا اور ہم نے پایا کہ ہائی کورٹ نے ماضی کے ساتھ ساتھ مستقبل کے میسن منافع کو بھی دیا تھا. مدعا علیہ نمبر 1 کی طرف سے پیش ہوئے جناب ایس ٹی دیسائی نے کہا کہ فل بنچ نے ببورر بساوایا اور چار دیگر اں بمقابلہ بابورو گروایا و دیگر میں جوڈیشل کمیٹی کے فیصلے فخر الدین محمد احسن بمقابلہ آفیشل ٹرسٹی ([1]) ابتدائی حکم نامہ پاس ہونے کے بعد بھی عدالت کے لئے مناسب ہدایات دینے کے لئے کھلا ہے۔ مستقبل کے منافع سے متعلق دیگر معاملات کے علاوہ یا تو از خود نوٹس لیا جائے یا فریقین کی درخواست پر تاکہ قانونی چارہ جوئی کی کثرت کو روکا جاسکے اور فریقین کے درمیان مکمل انصاف کیا جاسکے۔ اس فیصلے پر بڑی تعداد میں مقدمات میں عمل کیا گیا ہے۔ باچے پلی اچما بمقابلہ یرا گوپت رامی ریڈی ([3]) سمما کرشنما بمقابلہ ناکالچھمانائیڈو و دیگر اں ([4]) کاسی بھٹیا ستیہ نارائن سسٹرولو و دیگر اں بمقابلہ کاسی بھاتلا ملکار جن سسٹرولو ([5]) اور پونسومی ادیار و دیگر بمقابلہ سنتپا ([6]) میں اس عدالت کے فیصلے کا بار میں حوالہ دیا گیا تھا اور اس پر غور کیا گیا ہے۔ فاضل ججوں نے کہا ہے کہ اس عدالت نے جو کچھ کہا ہے اس سے بابورو بساویا اور چار دیگر کے خلاف فیصلے کا اختیار متزلزل نہیں ہوا ہے۔ دی گئی بنیادوں میں سے ایک یہ ہے کہ پہلے کا تعلق تقسیم کے مقدمے سے ہے جبکہ مؤخر الذکر کا تعلق ملکیت کے مقدمے سے ہے۔ ہمارے لئے اس بات پر غور کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ آیا اس عدالت کے فیصلے کو اس بنیاد پر ممتاز کیا جاسکتا ہے، لیکن ہم محسوس کرتے ہیں کہ جب مناسب موقع آئے تو اس عدالت کے فیصلے پر نظر ثانی کرنا ضروری ہو سکتا ہے کہ مستقبل کے منافع کے بارے میں۔ موجودہ کیس میں مدعی نے نہ صرف جائیدادوں کے اپنے آدھے حصے کی تقسیم اور علیحدہ قبضے کا دعویٰ کیا تھا بلکہ ماضی کے منافع کا بھی دعویٰ کیا تھا۔ مدعا علیہ نمبر 1 نے مدعی کے دعوے کو تسلیم کیا اور اس کے حق میں اسی طرح کے ڈگری کے لئے استدعا کی۔ لہٰذا اس عدالت کے فیصلے کا اطلاق ہمارے سامنے جیسے کیس پر نہیں ہوگا۔ لہذا نتیجے میں ہم ہائی کورٹ کے حکم کو برقرار رکھتے ہیں اور اخراجات کے ساتھ اپیل کو خارج کرتے ہیں۔

اپیل خارج کر دی گئی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.03.29 15.58
I attest to the accuracy and
integrity of this document